ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لئے استعمال

مولانا عبدالغفور سنبھلی (انڈیا)

مدرس دارالعلوم حسینیہ ٹاؤن مظفر نگر

جدید الیکٹرانک میڈیا نے اہل علم کے سامنے نئے نئے مسائل کھڑے کئے ہیں۔جس کی بناء پر ایک سنجیدہ مسلمان کے لئے دین پر چلنے میں کئی دشواریوں کا سامنا ہے۔تاہم اہل دین وعلم نے امت مسلمہ کو کسی دشواری میں بھی اکلوتا نہیں چھوڑا اور رات دن مشکل مسائل کے حل کے لئے اپنی راحت وآرام چھوڑ کر امت مسلمہ پر احسان کیا۔عصر حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ (ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ) کا دینی مقاصد کے لئے استعمال کے جواز وعدم جواز پر انڈیا میں علمائے ہند کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک اسلامیہ کے جید اہل علم وتحقیق نے بھی شرکت کی جب کہ ہمارے پاکستان کے علمائے کرام میں سے حضرت مولانا نصیب علی شاہ الہاشمی قابل ذکر ہیں اور انہوں نے اس موضوع پر فقہی تحقیق پیش کی الغرض اس فقہی اجتماع میں پیش کئے گئے مقالات کو افادہ عام کے لئے وقتا فوقتا شائع کرتے ہیں اس دفعہ مولانا مفتی عبدالغفور سنبھلی کا تحقیق پیش خدمت ہے امید ہے قائین بخوبی استفادہ کریں گے (ادارہ)

ذیلی عنوانات:

نمبر شمار	عنوان
۱	تمہید
۲	تصویر کی تعریف
۳	ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والے صورتوں کا حکم
۴	براہ راست نشر ہونے والا پروگرام
۵	حرمت تصویر
۶	ٹی وی میں تصویر کا استعمال
۷	تصویر رکھنا
۸	سوال نامے کے بقیہ اجزاء کا جواب

تمہید:

اکیسویں صدی کی آمد اور بیسویں صدی کو خیر باد کہتے ہوئے دنیا نے ایک نئے انقلاب کی آہٹ محسوس کی جو سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی اور فروغ کی صورت میں رونما ہوا، یہ انقلاب اس تیز رفتاری سے ظہور پذیر ہوا کہ انسانی عقل اور غور وفکر کے طریقوں کو متاثر کیا بلکہ سارے انسانی معاشرے کو یکسر تبدیل کر ڈالا، اس انقلاب کے ساتھ ایجاد وانکشاف کا سفر تیز تر ہو گیا۔ اور کچھ ایسے محیر العقول، نئے آلات وسائل وجود میں آئے جن کا اس سے پہلے تصور بھی ممکن نہ تھا۔ سائنس نے جن شعبوں میں حیرت انگیز ترقی کی ہے ان میں ایک شعبہ ذرائع ابلاغ کا بھی ہے۔ اس شعبے میں بھی سائنس نے کچھ نئے آلات ایجاد کئے ہیں، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ بھی انھیں آلات میں سے اعلیٰ ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ ہیں جن کے اندر خیر وشر دونوں پہلوؤں کی گنجائش ہے، مگر چونکہ روز اوّل ہی سے ان دونوں وسائل پر باطل اقوام کی اجارہ داری قائم ہے اس لئے ان کے استعمال میں خیر کا پہلو کم اور شر کا پہلو غالب ہے، اور باطل قوتیں ان کو صرف اپنے باطل عقائد، فاسد نظریات اور فحاشی وعریانیت کی اشاعت کا آلہ بنائے ہوئے ہیں بلکہ ان کے ذریعے اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کرنے اور اس کے بارے میں غلط فہمیاں اور گمراہیاں پھیلانے میں مصروف ہیں جبکہ اہل اسلام کی جانب سے اس یلغار کی روک تھام کیلئے کوئی موثر اقدام نہیں ہو رہا ہے جس کی وجہ سے صورت حال اور زیادہ سنگین ہوتی جا رہی ہے۔

لہذا بحیثیت خیر امت ہماری ذمہ داری ہے کہ اس معاملے کے مثبت ومنفی سبھی پہلوؤں کا گہرائی سے جائزہ لیں کہ آیا باطل عقائد ونظریات کی تردید صحیح عقائد ونظریات کی ترویج ناواقف دین کو سکھلانے اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت وتبلیغ جیسے مقاصد کے لئے ان کے استعمال کی کس حد تک کی گنجائش ہے تو آیئے سب سے پہلے ہم ان کے مشمولات کا جائزہ لیتے ہیں۔

تصویر:

یہ بات مسلم ہے کہ ٹیلی ویژن کا تصور بغیر تصویر کے ناممکن ہے اور یہی وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے فقہائے کرام آج تک اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے چلے آئے ہیں اس لئے پہلے تصویر کے مسئلے پر گفتگو کرنا ضروری ہے کہ آیا شریعت میں تصویر کسے کہتے ہیں اس کے لئے کیا مراحل ہیں اور فقہاء کی ان کے متعلق کیا آراء ہیں۔

تصویر کی تعریف:

صاحب تفسیر روح المعانی علامہ آلوسیؒ ما هذه التماثيل التي لها انتم لها عاكفون (الآية) کی تفسیر کے ذیل میں تصویر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "التمثال الصورة المصنوعة مشبهة لمخلوق من مخلوقات الله تعالى". (روح المعانی ۵۹/۱۷م مصطفائیہ دیوبند)

علامہ ابوحیان اندلسی نے بھی اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا آیت کی تشریح کے ذیل میں انہی الفاظ سے تعریف فرمائی ہے، فرماتے

ہیں "التمثال الصورة المصنوعة مشبهة لمخلوق من مخلوقات اللّٰه تعالیٰ". (البحر المحيط ۱۹/۶ ۳م بیروت)
مذکورہ تعریف اپنے اطلاق کی وجہ سے ہر قسم کی تصویر کو شامل ہے ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی، ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا آلے سے مجسم ہو یا غیر مجسم سب تصاویر ہیں جبکہ عصر حاضر کے بعض علماء نے تصویر کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔ فقیہ عصر مفتی تقی عثمانی مدظلہ تصویر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "الصورة المحرمة ماكانت منقوشة او منحوتة بحيث يصبح لهاصفة الاستقرار على شئ. (تكملة فتح الملهم ۴/۶۴ ام ديوبند) یعنی تصویر جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے وہ ہے جس کو کسی چیز پر علی صفت الدوام ثابت اور مستقر کر دیا جائے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر تصویر علی صفت الدوام کسی چیز پر ثابت اور مستقر نہیں ہے تو وہ تصویر نہیں ہے بلکہ عکس ہے۔

شیخ محمد نجیت مفتی مصر اپنے رسالہ "الجواب الشافی فی اباحة التصوير الفوتوغرافی" میں تصویر منہی عنہ کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں " التصوير المنهى عنه هو ايجاد صورةوضع صورة لم تكن موجودة ولا مصنوعة من قبل هي بها حيوانا خلقه اللّٰه تعالیٰ". (تكمله فتح الملهم ۴/۶۴ ام بحواله الجواب الشافي....)
لیکن اس تعریف کا بطلان بالکل ظاہر ہے اس لئے کہ یہ تعریف کیمرے کے ذریعے لی گئی تصاویر پر صادق نہیں آتی، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مفتی موصوف نے تعریف سازی کا یہ کام تصویر کے بابت اپنے مخصوص نظریہ کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے کیونکہ وہ فوٹو گرافی کے ذریعے لی گئی تصویر کو تصویر نہیں مانتے۔

البتہ پہلی اور دوسری تعریف اپنے الفاظ و معانی کے اعتبار سے درست ہیں اور ان میں بھی اوّل الذکر کے مقابلہ میں ثانی الذکر زیادہ جامع اور واضح ہے۔

ٹیلی ویژن کے اسکرین پر آنے والی صورتوں کا حکم:

ٹی وی کی اسکرین پر نظر آنے والی صورتوں میں استقرار و ثبات نہیں ہوتا بلکہ وہ ظاہر ہوتی ہیں اور پھر ختم ہو جاتی ہیں جبکہ تصویر کے لئے جیسا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے ذکر کیا ہے صورت کا علی صفت الدوام کسی چیز پر مستقر ہونا ضروری ہے لہذا اس تعریف کے اعتبار سے مذکورہ صورتوں پر تصویر کا اطلاق نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ان کی حیثیت صرف ظل اور عکس کی ہونی چاہیئے لیکن مسئلہ ان صورتوں کا نہیں جو اسکرین پر ظاہر ہوتی ہیں بلکہ اصل مسئلہ تو ان صورتوں کا ہے کہ جن کا یہ عکس ہیں اور جن کو کیمرے کے ذریعے محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ کہ ان کے اندر استقرار و دوام آچکا ہے اس لئے وہ یقینی طور پر تصویر میں داخل ہیں اور ممنوع و ناجائز ہیں اور جب کیمرے کے ذریعے محفوظ کی ہوئی صورتیں تصویر کے تحت داخل ہو کر حرام و ممنوع ہو گئیں تو ان کے عکس کے بارے میں بحث کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی، اس لئے کہ یہ تو ان ممنوع صورتوں کے بعد کا مرحلہ ہے بعض حضرات اسکرین پر آنے والی صورتوں کو محفوظ کردہ صورتوں کا عکس نہ مان کر ان

صورتوں کی صورت مانتے ہیں اوران کوصور الخیال کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جن کا تعارف الموسوعة الفقهية میں اس طرح کرایا گیا ہے۔

''فانهم کانوایقطعون من الورق صور اللاشخاص ثم يمسكونها بعصاً صغيرة و يحر كونها أمام السراج فتنطبع ظلالها على شاشة بيضاء يقف خلفها المتفرجون فيرون ماهو فی الحقيقة صورة الصورة''. (الموسوعة الفقهية(تصویر ۲/فقرة) ۹۳/۲)

''یعنی وہ ورق سے اشخاص کی تصویریں کاٹ لیتے تھے پھراس کو چھوٹے ڈنڈے کے ذریعے روک لیتے تھے اور چراغ کے سامنے اسکو حرکت دیتے تھے تو اس کا سایہ سفید پردے پر ڈھل جاتا تھا جس کے پیچھے تماشائی کھڑے ہوتے تھے اور وہ چیز کو دیکھتے تھے جو درحقیقت تصویر کی تصویر تھی۔''

ان حضرات کا ماننا ہے کہ ٹیلی ویژن کی تصاویر بھی اسی طرح دکھائی جاتی ہیں فرق یہ ہے کہ صور الخیال میں انداز بالکل سادہ تھا اور آج جدید ترین الیکٹرونک مشینوں کے ذریعے یہ ممکن ہوگیا ہے کہ پہلے جس کو صرف ایک پردے پر دکھایا جاتا تھا وہ آج لاکھوں پردوں پر شعاعوں کے ذریعہ منتقل کردیا جاتا ہے لہذا صور الخیال کی طرح ہی ٹی وی کی تصویر بھی حرام ہونی چاہیے۔

لیکن ان حضرات کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ یہ عرض ہے کہ اسکرین پر آنے والی صورتیں جیسا کہ میں نے اس سے پہلے عرض کیا تصویر ہی نہیں ہیں کیونکہ ان میں ثبات واستقرار نہیں پایا جاتا اور جب وہ تصویر کے تحت نہیں آئیں تو ان کو تصویر کی تصویر کہنا پھر صور الخیال کیساتھ تشبیہ دے کر حرمت ثابت کرنا فہم سے بالاتر ہے۔

براہ راست نشر ہونے والا پروگرام:

بعض حضرات کو یہ وہم ہوا ہے کہ براہ راست پروگرام نشر کرنے کی صورت میں کیمرہ فوٹو نہیں کھینچتا صرف عکس کو اسکرین پر منتقل کردیتا ہے، اسی کے پیش نظر انہوں نے ٹیلی ویژن پر براہ راست پروگرام پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے، مگر احقر کی فہم ناقص میں یہ بات تحقیق پر مبنی معلوم نہیں ہوتی، اس لئے اسکے ماہرین سے مزید تحقیق کرنے کی ضرورت ہے، احقر نے اپنی دسترس کے مطابق بنگلور ٹی وی اسٹیشن میں کام کرنے والے بعض حضرات سے رابطہ کر کے جب اسکی بابت استفسار کیا اور تحقیق چاہی کہ آیا براہ راست پروگرام نشر کرنے کی صورت میں کیا ایسا ممکن ہے کہ مشین صورتوں کو محفوظ کیے بغیر ان کا عکس اسکرین پر منتقل کردے تو ان کا جواب نفی میں تھا کہ ایسا ممکن نہیں ہے ہر پروگرام پہلے ریکارڈ ہوتا ہے پھر اگر اس کو ساتھ ہی نشر کیا جا رہا ہو تو براہ راست نشر (Live Tili Cast) کہلاتا ہے اور کبھی محفوظ کر کے رکھ لیا جاتا ہے بعد میں نشر کیا جاتا ہے، اگر یہ بات درست ہے کہ براہ راست نشر کی صورت میں بھی پہلے کیمرہ صورتوں کو محفوظ کرتا ہے جیسا کہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے تو اس صورت

کا بھی وہی حکم ہوگا جو بعد میں نشر کرنے کی صورت کا ہے اور دونوں کے مابین کوئی فرق نہ ہوگا۔

حرمت تصویر:

تصویر کی حرمت منصوص ہے مگر یہ حرمت قطعی ہے یا ظنی اس کو جاننے کے لئے فقہا کے متعین کردہ اصول کو پیش نظر رکھنا ہوگا کہ اگر کسی امر کی ممانعت دلیل قطعی یعنی آیت مفسرہ اور آیت محکمہ یا خبر متواتر سے ہوتی ہے تو اس سے حرمت قطعی کا اثبات ہوتا ہے، اور اگر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو بلکہ دلیل ظنی یعنی اخبار آحادہ ومشہورہ سے ثابت ہو تو حرمت ظنی کا اثبات ہوتا ہے اور چونکہ تصویر کی حرمت بھی کسی آیت مفسرہ، آیت محکمہ یا حدیث متواتر سے ثابت نہیں ہے اس لئے اس کی حرمت ظنی ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تصویر سے متعلق اکتیس (۳۱) روایات نقل فرمائی ہیں جس میں سے بیس (۲۰) روایات تصویر کشی سے متعلق ہیں، ان روایات میں سے ایک روایت یہ ہے "اِن اشد الناس عذابایوم القیامة المصورون" اس بارے میں حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریفہ تواتر اسانید سے ثابت ہے، اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے تو حدیث شریف قطعی الثبوت ہوگی، رہا مسئلہ دلالت کا تو حضرت مفتی صاحب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دلالت اور مفہوم بھی قطعی ہے پس جب یہ حدیث قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے تو اس ثابت ہونے والی حرمت قطعی ہونی چاہیئے۔ لیکن جب اس کے مضمون میں غور کرتے ہیں تو ایک دوسری چیز بھی سامنے آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث تصویر میں ہاتھ اور آوزار سے بنائے ہوئے مجسموں کے مراد ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ساری امت اس پر متفق ہے پس اس سے مراد اگر یہی ہاتھ کی تصویر اور مجسمہ ہے تو اس کی حرمت کے قطعی ہونے میں کوئی شک نہیں، لیکن کیمرے کی تصویر کے بارے میں علماء عرب حدیث میں تاویل کرتے ہیں اور جس میں تاویل کی گنجائش ہوتی ہے وہ ظنی الدلالت ہوتا ہے اور ظنی الدلالت سے حرمت قطعی کا ثبوت نہیں ہوتا۔ (ضرورت وحاجت ص ۳۷۸)

لہذا معلوم ہوا کہ اس حدیث سے بھی حرمت ظنی ثابت ہوتی ہے، حرمت تصویر کے ظنی ہونے کے دلائل واخبار واحادیث ہیں جو حد تواتر کو نہیں پہنچتیں۔ ذیل میں بطور دلیل ہم چند ایسی احادیث نقل کرتے ہیں۔

(۱) عن عبداللہ بن مسعودؓ قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون(بخاری مع فتح الباری ۱۰/۱۳۴)

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

(۲)عن عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہا قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اِن الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامة یقال لھم أحیوا ما خلقتم. (بخاری مع الفتح ۱۰/۱/۶/۳ کتاب اللباس)

ترجمہ: جولوگ یہ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو صورت تم نے بنائی ہے

اس میں جان بھی ڈالو۔"

(۳)قال ابوزرعة: دخلت مع ابی هريرة فی دار مروان فرأى فيها التصاوير فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: قال الله عز وجل ومن اظلم ممن ذهب بخلق خلقا كخلقى فليخلقوا ذرة وليخلقوا حبةً أو ليخلقوا شعيرة. (أخرجه البخارى فى باب نقض الصور)

ترجمه: "ابوزرعۃ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ مروان کے محل میں گیا تو وہاں انہوں نے تصاویر دیکھ کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری طرح تخلیق کرنے لگے (وہ جاندار کی تخلیق تو کیا کرے گا) ایک ذرہ یا ایک گیہوں یا جو کا دانہ تو بنا کر دکھائے۔"

(۴)عن علی رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من عاد إلى صنعة شئى من هذا فقد كفر بما انزل على محمد قال الحافظ المنذرى اسنادة جيد." (بلوغ القصد والمرام ص ۴۴)

ترجمه: "جس شخص نے ان چیزوں یعنی تصاویر میں سے کوئی چیز پھر بنائی تو اس نے اِس وحی کا انکار کردیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔"

(۵)عن عبدالله بن عباس رضى الله عنه قال: سمعت محمدا صلى الله عليه وسلم يقول من صور صورة فى الدنيا كلف يوم القيمة ان ينفخ الروح وليس بنا فخ. (أخرجة البخارى فى باب من صور صورة الخ)

ترجمه: "حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو قیامت کے دن اسے اس کا مکلف کیا جائے گا کہ وہ اس میں جان ڈالے اور وہ ڈال نہ سکے گا۔"

تصویر کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے اور ائمہ اربعہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ ذی روح کی سر والی تصویر بنانا حرام ہے، علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں تحریر فرماتے ہیں: وفى التوضيح أصحابنا وغيرهم تصوير صورة الحيوان حرام اشد التحريم و هو من الكبائر سواء صنعه لما يمتهن أولغيره فحرام بكل حال لأن فيه مضاهاة بخلق الله وسواء كان فى ثوب أو بساط او دينا راودرهم او فلس أواناء أوحائط وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام و سواء كان فى هذا كله ماله ظل ومالا ظل له و بمعناه قال جماعة العلماء مالك و الثورى وابوحنيفة و غيرهم."
(عمدة القارى ۲۲/۸۰م مصر)

ترجمه: "توضیح میں ہے کہ ہمارے فقہاء وغیرہ نے فرمایا کہ کسی ذی روح کی تصاویر سازی سخت حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے خواہ ایسی تصویر میں ہو جن کو عادۃً ذلیل رکھا جاتا ہو یا ایسی نہ ہوں وہ ہر حال میں حرام ہیں اس لئے کہ اس میں تخلیق الٰہی سے مشابہت پائی جاتی ہے

چاہے وہ تصویر کپڑے میں ہو یا فرش میں، دینار و درہم کے سکوں میں ہوں یا برتنوں اور دیواروں میں، سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار البتہ غیر ذی روح مثلاً درخت وغیرہ کی تصویر حرام نہیں ہے، علماء کی جماعت یعنی امام مالکؒ، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے۔

ٹی وی میں تصویر کا استعمال:

ٹیلی ویژن میں تصویر کا استعمال تین معصیتوں کو مستلزم ہے۔

(۱) ذی روح کی تصویر کشی (۲) تصویروں کا رکھنا (۳) تصویروں کو دیکھنا اور لطف اندوز ہونا۔

یہ تینوں امور شریعت میں ممنوع اور گناہ ہیں جیسا کہ فقہاء کی آراء سے معلوم ہوا ہے۔

تصویر کشی:

جاندار کی تصویر بنانا خواہ چھوٹی ہو یا بڑی واضح ہو یا غیر واضح حرام ہے البتہ غیر جاندار مثلاً درخت وغیرہ کی تصویر کشی ممنوع نہیں ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بل لأن فيه مضاهات بخلق الله تعالىٰ وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط أو غيرها وأما تصوير صورة الشجر و رحال الابل وغير ذلك مماليس فيه صورة حيوان فليس بحرام هذا حكم نفس التصوير. (نووی مع مسلم ۱۹۹/۴)

''ہمارے علماء و دیگر فقہاء نے فرمایا ہے کہ جاندار کی تصویر سازی سخت حرام ہے اور وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس لئے کہ اس پر احادیث میں سخت وعیدیں نازل ہوئی ہیں خواہ ایسی چیز کی تصویر بنائی جائے جو عادۃً ذلیل اور پامال رکھتی ہو یا کسی اور چیز کی، ہر حال میں اس کا بنانا حرام ہے اس لئے کہ اس میں حق تعالیٰ کی صفتِ خلق کی نقل اُتارنا ہے اور چاہے تصویر کپڑے میں ہو یا فرش میں اور درھم و دینار یا پیسے میں ہو یا برتن اور دیوار وغیرہ میں لیکن درختوں، اونٹ کے کجاوے وغیرہ بے روح چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے یہ تصویر بنانے کا حکم ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''واما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقا.'' (ردالمحتار ۶۴۷/۱، ۶۴۹)

بہر حال تصویر بنانے کا عمل کسی حال میں جائز نہیں۔ البتہ سر کٹی تصویر کا بنانا ممنوع نہیں ہے کیونکہ درحقیقت وہ تصویر نہیں بلکہ نقش ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے'' الصورة الرأس فكل شئى ليس له رأس فليس بصورة.'' (شرح معانی آثار للطحاوی ۳۶۶/۲) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے ''الصورة الرأس فاذا قطع الرأس فلا صورة.'' (کنز العمال ص ۳۰)

ترجمہ: کہ صورت تو سر ہے پس جب سر کٹ گیا تو وہ صورت نہیں رہی۔

معلوم ہوا کہ سر والی جاندار کی تصویر بنانا بالاتفاق حرام ہے اور اب اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تصویر رکھنا:

دوسرا گناہ تصویر رکھنا ہے کیونکہ مشین کے اندر تصاویر جمع رہتی ہیں اور مشین کے باہر بھی ریل کی شکل میں رکھی جاتی ہیں یہ بھی معصیت ہے البتہ فقہاء نے اتنی چھوٹی تصاویر کہ اگر ان کو زمین پر رکھ کر متوسط بینائی والا آدمی کھڑا ہو کر دیکھے تو اعضاء الگ الگ نظر نہ آئیں گھر میں رکھنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ (ردالمحتار مکروہات الصلوۃ ۱/۶۰۷) میں روایات میں حضرت عردہ کے بٹن میں آدمیوں کے چہرے کی تصویر اور ابو ہریرہ کی انگوٹھی کے نگینے میں دو مکھیوں کی تصویر کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح عادۃً پامال اور ذلیل سمجھی جانے والی تصاویر رکھنے کی بھی فقہاء نے اجازت دی ہے۔ بدائع میں ہے: ''وان کان الصورۃ علی البسط والوسائد الصغاروھی تداس بالأرجل لا تکرہ لما فیہ من اھانتھا.'' (بدائع الصنائع مکروھات الصلاۃ ۱/۱۱۶) اگر تصویر بستر یا چھوٹے تکیوں پر ہو اور پیروں سے پامال کی جاتی ہو تو مکروہ نہیں اس لیے کے کہ اس میں اس کی اہانت ہے۔

تصویر بینی:

تصویروں کو دیکھنا اور ان سے لطف اندوز ہونا یہ تیسرا گناہ ہے اسکو فقہاء نے حرام قرار دیا ہے جیسا کہ مفتی محمد شفیع صاحب نے جواہر الفقہ میں فقہاء کے حوالے سے جاندار کی تصویر کا حکم بیان کرنے کے بعد نقل کیا ہے: ''ویحرم النظر الیہ اذالنظر الی المحرم لحرام.'' جاندار کی تصویر کو دیکھنا حرام ہے اس لیے کہ حرام کو دیکھنا حرام ہے (جواہر الفقہ ۳/۲۳۹)

حاصل بحث یہ ہے کہ ٹیلی ویژن کی بنیاد تصویر سازی، تصویر رکھنے اور تصاویر بینی پر ہے اور تصاویر سازی پر جو سخت وعیدیں احادیث میں منقول ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہیں تو ایسی صورت میں بعض مصالح دینیہ کی خاطر مسلسل تین معصیتوں کے ارتکاب کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟

مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں: کہ دینی یا دنیوی مصالح کیلئے ارتکاب معصیت کی اجازت نہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت تمام مصالح پر مقدم ہے تمام مصالح اس پر قربان کردیئے جائیں گے، مثلاً کوئی شخص سینما یا سود کے ذریعہ رقم حاصل کرے تا کہ اس سے دینی مدارس چلائے یا اس نیت سے رقص وسرود کی محفل گرم کرے کہ لوگ جمع ہو جائیں تو ان کو وعظ کیا جائے ہرگز جائز نہیں ایسا کرنا، سخت گناہ اور خطرناک گمراہی ہے۔ (احسن الفتاوی ۶/۳۷)

ہاں جب معاملہ مصلحت سے ہٹ کر ضرورت کے درجہ کو پہنچ جائیگا کہ اگر بغیر اس کے دین کی حفاظت ہی مشکل ہو اور لوگ مرتد ہونے لگیں اور اس کے علاوہ کوئی اور جائز ذریعہ اس وقت مؤثر نہ ہو تو بقدر ضرورت تصویر کو گوارا کرتے ہوئے اس کے جواز پر غور کیا جاسکے گا کہ احادیث تصویر تاویل کی گنجائش کی وجہ سے ظنی الدلالت ہیں جس سے کراہت تحریمی کا ثبوت ہوتا ہے اور کراہت تحریمی ضرورت بمعنی

حاجت کی وجہ سے مباح ہو جاتی ہے۔

لیکن احقر کی ناقص معلومات میں ابھی ایسی ضرورت کا تحقق نہیں ہوا اور اگر فی الواقع ہو بھی تو ٹی وی کے علاوہ ایسے جائز ذرائع موجود ہیں جن کے ذریعہ بغیر تصویر کے اشاعت وتبلیغ اور باطل کا دفاع کیا جاسکتا ہے جیسے ریڈیو، انٹرنیٹ، ٹیپ ریکارڈ کیسٹیں وغیرہ ان جائز متبادلوں سے دفاع اور اشاعت وتبلیغ کے مطلوبہ مقاصد پورے کئے جاسکے۔

سوالنامے کے بقیہ اجزاء کا جواب:

(۵) فی الوقت ٹی وی پر لہو ولعب کا غلبہ ہے ابلاغ وترسیل کا کام برائے نام لیا جارہا ہے اس لئے یہ آلہ لہو ولعب ہے۔ ہاں جب اس پر ابلاغ وترسیل کا غلبہ ہو جائیگا اور بقول مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی: اگر کسی وقت ملک میں اسلامی حکومت قائم ہو اور وہ ٹی وی کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لیکر اسے موجودہ منکرات سے پاک کردے۔ ٹی وی میں عورتوں کا گزر نہ ہو، کسی جاندار کی تصویر پیش نہ جائے اور اس کا پورا عملہ صالح مردوں پر مشتمل ہو...... تو دریں حالات ٹی وی واقعی آلہ خیر بن جائیگا اور علماء کرام کو اس پر کوئی اعتراض نہ رہے گا مگر بحالتِ موجودہ یہ قطعاً آلہ شر ہے۔(احسن الفتاوی ۸/ ۳۰۴ دیوبند)

(۶) ٹی وی کی بنیاد تصویر پر ہے اور تصویر اسلام میں حرام ہے۔ لہذا ازروئے شرع مقاصد دینیہ کے لئے اس ذریعہ ابلاغ کا استعمال یا چینل کا قیام جائز نہیں۔

(۷) ٹی وی کا استعمال درست نہیں البتہ تصویر سے خالی ویڈیو کیسٹیں بنائے جاسکتے ہیں۔

(۸) جس پروگراموں میں کوئی محظور شرعی لازم نہ آتا ہو صرف ان کا دیکھنا اور استعمال کرنا درست ہے۔

(۹) ان مقاصد کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال درست ہے۔

(۱۰) ذی روح کی تصویر کے ساتھ جائز نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

فقہی اجتماع میں شمولیت کے پیغامات

ملک بھر کے دینی مدارس، کالجز اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ وفضلاء اور اہل علم وفضل کی طرف سے چھٹا بنوں فقہی اجتماع میں شمولیت کے لئے مسلسل پیغامات موصول ہورہے ہیں۔

پچاس ہزار اہل علم وفضل کو سماعت واستفادہ کا موقع فراہم کیا جارہا ہے۔

(ادارہ)